فیض احمد فیض کی نظم "کتے" کا تنقیدی جائزہ

فیض احمد فیض اردو ادب کی تاریخ کے سب سے مشہور اور کامیاب نظم نگاروں میں سے ایک ہیں، نظم کے علاوہ غزل اور گیت کے حوالے سے بھی ان کا ذکرعام ہے..
ہمارے نصاب میں شامل ان کی مختصر نظم " کتے" اردو ادب کی تمام تاریخ کی کچھ اہم نظموں میں سے ایک معروف نظم ہے، فیض احمد فیض ایک ترقی پسند ادیب ہونے ہیں ان کی تمام شاعری رومانی اور انقلابی لہجے میں لپٹی ہوئی ہے یہ نظم بھی ان کے مجموعی اسلوب کا ہی ایک حصّہ ہے..

نظم "کتے" اپنی زبان اور لہجے کے اعتبار سے بہت سلیس اور آسان نظم ہے، کل سولہ مصرعوں اور آٹھ اشعار پر مشتمل یہ نظم بھرپور شدّت کے ساتھ اپنی بات کہہ کر فورا ختم ہو جاتی ہے..

اس نظم میں گلیوں کوچوں محلوں بستیوں میں آوارہ پھر رہے کتوں کو علامت بنا کر فیض نے ہمارے سماج کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے ، انہوں نے اس نظم میں کتے کی خصلت اور عادتوں کی مثالیں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم بھی کسی نا کسی ایک حوالے سے تمام عمر کتے کی طرح ہی ایک بے مقصد زندگی جیتے چلے جاتے ہیں اور اپنے وقتی فائدوں اور مفادات کی خاطر سمجھوتے پر سمجھوتہ کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک بے غیرت اور بے احساس زندگی جینے میں مست رہتے ہیں..

نظم گلی میں پڑے چند آوارہ اور بے کار کتوں کے سین کے ساتھ شروع ہوتی ہے، قاری کو ایسے لگتا ہے کے نظم کا شاعر فیض کسی گلی محلے بستی سے گزرتے ہوئے یہ نظم لکھنے لگا ہے فیض احمد فیض گلی کے انہی آوارہ کتوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ہم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کتوں کی زندگی ہمارے لئے مقام عبرت ہے ہمیں ان کی اس حالت سے سبق حاصل کرنا چاہئے، فیض اشاروں اشاروں میں ہمیں بڑے سلیقے سے یہ احساس کرا جاتے ہیں کہ ان کتوں کی ہی طرح ہم بھی زندگی جیتے چلے جاتے ہیں اور اپنے انسان ہونے کے مرتبے کو بھول جاتے ہیں، انسان بھی کتوں کی طرح بس ایک وقت کی روٹی کے گزارے کے چکر میں پڑا رہتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ نے اسے اپنی سب سے بہترین اور اعلی مخلوق بنا کر بھیجا ہے اسے صرف چند دن چند ہفتے چند سالوں پر مبنی دو وقت کی روٹی کی لالچ میں اپنی زندگی کا اصل سماجی انسانی اور تہذیبی مقصد نہیں بھولنا چاہئے

اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فیض کہتے ہیں کہ اے انسان ذرا ان کتوں کی حالت دیکھ، یہ اس دنیا میں آنے کے بعد کتنی غیر ضروری اور بے مقصد زندگی گزار کر چلے جاتے ہیں
یہ آوارہ اور بے کار کتے جن کو اللہ نے دو ہڈیوں کی غلامی میں الجھا کے رکھ دیا ہے کس قدر

Scanned with CamScanner

ذلیل اور خوار ہیں، یہ تمام عمر ایک کام چور اور ناکارہ بھکاری کی طرح دروازے دروازے جا کر اپنے ایک وقت کی روٹی کے لئے ذلت کا شکار ہوتے رہتے ہیں..
تمام دنیا ان کو قدم قدم پر پھٹکارتی رہتی ہے، زمانہ ان کو لتاڑتا رہتا ہے، تمام لوگوں کی دھتکار ان کا نصیب بن جاتی ہے، ان کی تمام زندگی اسی ذلت اور پشیمانی میں گزر جاتی ہے، ان کے دن رات ہفتے مہینے سال سب اسی ذلت کا شکار ہو جاتے ہیں، ان کے اندر کا احساس شرم بھی ختم ہو جاتا ہے اور یہ لوگوں کی اس پھٹکار اور دھتکار کو بھی اپنے لئے ایک عام بات سمجھنے لگ جاتے ہیں
فیض اسی منظر کو دکھاتے ہوئے لکھتے ہیں یہ کتے دن رات صرف اور صرف ایک نوالے کے لالچ میں پھرتے ہوئے آپ کو نظر آ جاییں گے، ساری دنیا جس وقت نیند میں سو رہی ہوتی ہے یہ اس وقت بھی ایک عدد ہڈی کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں نا ان کو دن میں سکون ہے نا رات میں آرام، گندی نالیاں کھڈے اور غلاظت کے ڈھیر ان کا گھر ہوتے ہیں یہ وہیں پڑے رہتے ہیں وہیں جاگتے ہیں وہیں سوتے ہیں، ان کی ساری عمر انہی گندگیوں کے ڈھیر میں بیت جاتی ہے، وہیں پیدہ ہوتے ہیں اور وہیں ایک دن مر کھپ جاتے ہیں..

زندگی بھر پیٹ بھرنے کے اسی لالچ میں ان کے اندر کی ہمدردی بھی ختم ہو جاتی ہے، آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ یہ کتے ہڈی یا روٹی کے ایک ٹکڑے کو ہتھیانے کے لئے لڑ بھڑ رہے ہوتے ہیں، دس دس کتے مل کر ایک دو کتوں کو مار کاٹ رہے ہوتے ہیں صرف اس لئے کہ دوسرے کتے کے مونھ میں پھنسی ہڈی کی بوٹی انھیں مل جائے..
فیض کہتے ہیں کے بھوک اور نفرت کی اسی لالچ کا فائدہ اٹھا کر کوئی بھی انسان ایک ہڈی کا ٹکڑا دکھا کر انہیں آپس میں لڑا سکتا ہے، ذرا سا ایک روٹی کا ٹکڑا ان میں اچھال دو اور پھر ان کا تماشہ دیکھو یہ کس طرح ایک دوسرے کی بوٹیاں نوچ کے کھا جاتے ہیں..
اسی حالت میں ان کی تمام زندگی گزر جاتی ہے، ساری عمر یہ انسان کی ٹھوکریں اور گالیاں کھاتے رہتے ہیں اور آخر ایک روز اسی ذلت اور پشیمانی کی زندگی میں کسی کونے کھدرے میں مر کھپ جاتے ہیں اور اس طرح غلاظت سے بھری کسی نالی یا کسی گندگی کے ڈھیر پر آپ انہیں مرا ہوا پاؤ گے..

نظم کے آخری اور نہایت اہم حصّے میں فیض احمد فیض اس نظم کے اصل مقصد کو بیان کرتے ہوئے ہم سے مخاطب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں
کاش کوئی ان کتوں کو اس بات کا احساس کرا دے کہ زندگی کا مقصد اس دو وقت کی روٹی کے تماشے سے کہیں زیادہ بڑا ہے ان کی تخلیق میں بھی قدرت نے ایک بڑا راز چھپا کے رکھا ہے، لیکن افسوس وہ اپنی تمام صلاحیت کو روٹی کے چند ٹکڑوں کی تلاش میں بھول جاتے ہیں اور پھر تمام عمر ذلت اور شرمندگی کی زندگی جیتے ہیں

فیض ہم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اللہ کی بنائی یہ مخلوق اگر اپنی طاقت جان جائے، اپنی

Scanned with CamScanner

صلاحیت کا احساس کر لے تو یہ اس انسان کو ایک لمحے میں کھدیڑ سکتی ہے جو قدم قدم پہ اسے دھتکارتا رہتا ہے ، اگر ایک بار یہ کتا اپنے دانت اور پنجے قصائی کو دکھا دے تو اسے اپنے حصّے کی فضول ہڈی کے لئے گھنٹوں اس کی دکان کے سامنے پڑے رہنے کی ضرورت نہ ہو، وہ اس کے ہاتھ سے اپنے حصّے کا نوالہ چھین سکتا ہے..

آخری دو اشعار میں فیض کتے کو علامت بنا کر ہم سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ جانور ذات اگر چاہے تو اپنی اندرونی صلاحیت سے ساری دنیا جیت لے اور اس پرحکومت کرنے والے آقاوں کی ہڈیاں تک چبا کر کھا جائے

کاش کوئی بھی شخص ان کی سوئی ہوئی دم پر پاوں رکھ دے، یہ جاگ جایئں ان کا ضمیر بیدار ہو اور ان کو اس بات کا احساس ہو کہ یہ کتنی بے ضمیر،بے احساس اور بے غیرت زندگی جی رہے ہیں

یہ نظم در اصل آزادی سے قبل فیض احمد فیض کی لکھی ان انقلابی اشتراکی اور قومی نظموں میں شامل ہے جس میں انہوں نے کسی نہ کسی بہانے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر انھیں جگانے اور بیدار کرنے کی کوشش کی ہے، اس نظم کتے میں بھی انھوں نے کتے کو حوالہ اور علامت بنا کر عام ہندوستانی عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ یہ جو ہر لمحہ، دو وقت کی روٹی کے انتظام میں لگے رہتے ہیں آخر آپ کیسے اپنے ملک کو آزاد کروا سکتے ہیں، آپ تو قدم قدم پر انگریز حکومت کی پھینکی ہوئی ایک روٹی پر آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے ہیں آخر آپ کیسے جنگ آزادی جیت سکتے ہیں..

یہ نظم اسی زمانے کی ہے جب تمام ہندوستانی قوم آزادی کی جنگ جیتنے کی کوششیں کر رہی تھی، فیض نے اس نظم کے ذریعہ سماج کے ایک بہت بڑے طبقے کے سوے ہوئے احساسات اور جذبات کو جگاتے کی کوشش کی ہے اور وہ کافی حد تک اپنی بات کہنے میں کامیاب ہوئے ہیں

یہ نظم فیض احمد فیض کی ان نظموں میں شامل ہے جو اپنی ضروروت موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے تمام اردو ادب کی دنیا میں سراہی گئی

۱۲ اپریل ۲۰۱۹

Scanned with CamScanner